Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

نعمان احمد

(اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ گرایجویٹ کالج سیٹلائٹ ٹاون گوجرانوالہ)

پی ایچ ڈی اسکالر، علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی، اسلام آباد

مفتی محمد تقی عثمانی کی سفر نامہ نگاری کا تجزیاتی مطالعہ

"Mufti Taqi Usmani's Travelogue Writing: An Analytical Study"

Abstract

Mufti Muhammad Taqi Usmani is a world-renowned Islamic scholar and a prominent religious personality whose immense contributions, particularly in the field of Islamic banking, are well known and widely recognized. Beyond his religious and theological stature, his intellectual and creative works possess a significant literary dimension, which is beautifully manifested in his travelogue writing. He has traveled to more than fifty countries of the world and meticulously portrayed the detailed accounts of his journeys. His travelogues do not merely describe geographical itineraries, but also explicitly depict the social, cultural, and civilized aspects of the various countries he visited. This research article provides a comprehensive analysis of the academic, social, and literary significance of his travelogues. It highlights that his travel writing possesses many distinct features, attributes, and characteristics such as beautiful writing style, fascinating observation, vivid imagery and historical elements. Ultimately, this study evaluates his unique artistic skills and underscores the dual value of his travelogues as a significant asset in Urdu travel literature and an invaluable resource for understanding global civilizations.

Keywords: Mufti Taqi Usmani, Travel Writing, Urdu Literature, Islamic Scholar, Literary Style, Social Aspect, Travelogue, importance, observations, countries, customs, Academic, literary.

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

مفتی تقی عثمانی کا شمار عالم اِسلام کے اہم علمی، فقہی اور مذہبی سکالر کے طور پر کیا جاتا ہے۔ جدید فقہی مسائل اور اسلامی بینک کاری کے حوالے سے خاص طور پر اُن کا نام سر فہرست ہے۔ عرب و عجم کے علمی اور دینی اداروں میں مفتی صاحب کی رائے متوازن، مدلل اور مستند سمجھی جاتی ہے۔ دنیا بھر سے مختلف سیمینارز، تنظیمیں اور اِدارے انھیں مدعو کرتے اور ان کے سنجیدہ، فکری اور علمی خیالات و افکار سے استفادہ کرتے ہیں۔ اِسی سلسلہ میں مفتی تقی عثمانی نے دنیا کے پچاس سے زائد ممالک کا سفر اختیار کیا۔ اُن کی سفری زندگی کا آغاز ۱۹۶۳ء میں ہوا، جب اپنے بھائی زکی کیفیؒ کے ہمراہ پہلی بار انھوں نے حجازِ کا مقدس سفر کیا تھا۔ مکہ و مدینہ کا یہ سفر دو مقامات کا خارجی سفر نہیں، دلی و روحانی جذبات کا داخلی سفر بھی تھا۔ حجاز مقدس کے پہلے سفر میں وہ بڑے شاداں و فرحاں تھے۔ کیفیاتِ قلب میں اشتیاق اور سوز و گداز تھا۔ بار گاہ اِلٰہ میں سر جھکانے اور آستانۂ عشاق پر حاضری دینے کی والہانہ سرشاری میں ایسا اطمینان، روحانی سکون انھیں میسر آیا کہ قلم برداشتہ ساری کیفیات رقم کر دیں۔ لیکن قسمت کا کرنا کہ سفر حجاز سے واپسی پر، جہاز کے اندر مسودہ کہیں گم ہو گیا اور بارہا کوشش، اعلانات، تلاش کے باوجود نہ مل سکا۔

سفر حجاز کے کئی سال بعد مفتی تقی عثمانی کو مختلف سیمینارز، فقہی کانفرنسوں اور دعوت و تبلیغ کے سلسلہ میں بیرون ممالک جانے کا موقع ملا اور پھر یہ سلسلہ دراز ہوتا چلا گیا۔ بہ قول مفتی صاحب، ایک دوست نے انھیں ازراہِ تفنن یہ بھی کہہ دیا کہ اب آپ کو غیر رہایشی پاکستانی (Non-resident Pakistani) قرار دے دینا چاہیے۔ مفتی تقی عثمانی جس ملک، شہر اور علاقے کا سفر کرتے، اُس کی روداد لکھ کر اپنے زیر ادارت رسالے ماہ نامہ البلاغ (کراچی) میں شایع کر دیتے۔ اُن کی سفری سرگزشت میں دیدہ ملکوں کی تاریخ، جغرافیہ، عالم اِسلام کی جلیل القدر شخصیات کا تذکرہ، مذہبی، تہذیبی اور ثقافتی حالات و کیفیات کا بیان اِس خوبی اور دل نشینی سے ہوتا کہ پڑھنے والوں کے سامنے نئے جہان کھل جاتے ہیں۔ انھی سفر ناموں کو بعد ازاں قارئین کے اِصرار پر مرتب کر کے کتابی صورت میں شایع کر دیا گیا۔

مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں کا پہلا مجموعہ جہانِ دیدہ کے عنوان سے محرم ۱۴۱۰ھ (اگست ۱۹۸۹ء) کو چھپ کر سامنے آیا۔ یہ سفر نامہ چھے سو اڑسٹھ صفحات پر مشتمل ایک ضخیم کتاب ہے۔ اسفار کی ترتیب تاریخی نہیں، پہلے مسلم ممالک کے سفر نامے اور بعد میں غیر مسلم ممالک کے سفر ناموں کو رکھا گیا ہے۔ "جہانِ دیدہ" میں بارہ سفر نامے شامل کیے گئے ہیں جن میں بیس ممالک کے احوال و واقعات درج ہیں۔ ان میں سے بعض سفر نامے ایک ہی ملک کے جب کہ بعض سفر نامے ایک سے زائد ممالک کے اسفار پر مشتمل ہیں۔ کتاب میں مصر، عراق، الجزائر سعودی عرب، اُردن، شام اور ترکی کے مشہور مذہبی مقامات و آثار کی تاریخ اور سیاحت کا احوال بھی ہے اور انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور قطر کی سفری روداد بھی۔ غیر مسلم ممالک میں سے چین، ہندوستان، کینیڈا، امریکہ اور فرانس کے اسفار کا تذکرہ "جہانِ دیدہ" میں شامل کیا گیا ہے۔

مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں پر مشتمل دوسرا مجموعہ "دنیا مرے آگے" کے نام سے ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ (مئی ۲۰۰۲ء) کو منصہ شہود پر آیا۔ یہ سفر نامہ کل اٹھارہ اسفار پر مشتمل ہے۔ دنیا مرے آگے یں مراکش، سپین، برونائی دارالسلام، ترکی، ہالینڈ، امریکہ، جزائر غرب الہند، ری یونین (جزیرہ)، جنوبی افریقہ، جاپان، آسٹریلیا، آئرلینڈ، برطانیہ، یمن، ناروے، سویڈن، ڈنمارک، جرمنی اور اٹلی کے اسفار کی روداد شامل ہے۔

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

اس سفر نامے میں مذہبی مقامات کا تذکرہ صرف یمن کے حوالے سے ہے۔ دیگر ممالک کی سیاحت کا سبب کسی فقہی کانفرنس میں شرکت یااشاعتِ اسلام سے متعلق مجالس سے خطاب تھا۔

"سفر در سفر" کے نام سے بارہ اسفار پر مشتمل تیسری کتاب محرم الحرام ۱۴۳۳ھ دسمبر ۲۰۱۱ء کو طبع ہوئی۔ اس میں مفتی تقی عثمانی کے فیجی، ایران، نیوزی لینڈ، شام، کرغزستان، البانیہ، روس، جاپان، لاطینی امریکہ (برازیل، ٹرینیڈاڈ، پانامہ)، تاجکستان، ہندوستان اور اردن کے اسفار کا احوال ہے۔ سفر در سفر میں بھی مذکورہ ممالک میں مسلمانوں کی دینی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی صورتِ حال کا جائزہ لیا گیا ہے۔

مفتی تقی عثمانی کے سفر نامے قدیم وجدید کا مرکب ہیں۔ اُن کے یہاں تاریخ، جغرافیہ، شخصیات کا تذکرہ بھی ملتا ہے اور تہذیبوں کے احوال و آثار بھی۔ وہ مسلم اُمہ کے زوال اور مغرب کے اقبال کا بھی تقابل کرتے ہیں اور مادیت، جدیدیت کی تباہ کاریوں کا بے لاگ بیان بھی کرتے ہیں۔ اُن کا سفر سیاحت کی غرض سے نہیں بلکہ ایک مصلح، مبلغ، عالم دین اور فقیہ امت کے طور پر ہوا ہے، یہی رنگ اُن کے سفر ناموں پر غالب ہے۔

مفتی تقی عثمانی نے جن ملکوں، شہروں اور علاقوں کا سفر کیا۔ وہ وہاں کے تاریخی مقامات، علمی خزانوں، تہذیبی آثار کا مطالعہ کرنا چاہتے تھے۔ اُن کے سفر ناموں میں مقتدر علمی شخصیات، تاریخ و جغرافیہ اور تہذیب و آثار کا بہ کثرت بیان ہوا ہے۔ اِس طرح وہ علامہ شبلی کے پیرو دکھائی دیتے ہیں جنھوں نے اپنی گراں قدر تصانیف کے لیے دیارِ غیر کا سفر اختیار کیا اور "سفر نامہ روم و مصر و شام" میں اپنی روداد بیان کی۔ مفتی تقی عثمانی کا پہلا سفر ۱۹۸۴ء میں ہوا، جب وہ "مجمع الفقہ الاسلامی" کے اِجلاس میں شرکت کے لیے سعودی عرب جاتے ہیں تو مکہ و مدینہ کی انوار و تجلیات سے خوب منور ہوتے ہیں۔ مسجد نبوی کے روح پرور ماحول، شیخ حذیفی کی مسحور کن تلاوت اور گنبد خضرا کی قربت اُن کے ایمان کو جلا بخش دیتی ہے۔ اسی سفر کے اگلے مرحلے میں وہ عراق کا قصد کرتے ہیں۔ عراق، جو مدینہ طیبہ کے بعد عالم اسلام کا پہلا دارالحکومت بنا۔ بغداد، جو صدیوں تک پوری دنیا کا سیاسی، علمی اور ثقافتی مرکز بنا رہا۔ کوفہ، کاظمیہ، مدائن، کربلا جہاں جلیل القدر پیغمبرؑ، اہل بیت عظام و صحابہ کرامؓ، ائمہ و اولیا، صوفیا اور علما آسودۂ خاک ہیں۔ بغداد کا ذکر کرتے مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے لکھا ہے کہ اِسلام کی سیاسی، ثقافتی اور تہذیبی تاریخ کا جتنا بڑا حصہ بغداد سے متعلق ہے، اُتنا کسی دوسرے اسلامی شہر یا دار السلطنت سے متعلق نہیں۔ جتنے واقعات اور افسانے بغداد سے وابستہ ہیں اتنے کسی دوسرے شہر سے وابستہ نہیں۔ بغداد اِسلامی دور میں چمکا، پوری پانچ صدیوں تک عباسی حکومت کا دار السلطنت رہا۔ زمانۂ قدیم میں متمدن دنیا کے بیش تر حصہ پر حکمرانی کی۔ ہر علم و فن کے اِمام پیدا کیے، دنیا کے گوشے گوشے سے مختلف علوم و فنون کے ماہرین نے اِس کا رُخ کیا اور وہی بود و باش اختیار کی۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین فن اور عظیم دانش وروں کی اتنی بڑی تعداد کا اِجتماع کسی بھی دوسرے اِسلامی شہر میں نہیں ہوا۔(1)

مفتی تقی عثمانی بغداد پہنچتے ہیں تو یہاں کی تاریخ و جغرافیہ اُن کے سامنے وا ہو جاتا ہے۔ بغداد کیسا تھا؟ کس نے آباد کیا؟ کیا کیا انقلابات

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

ہوئے، وہ مستند ماخذات سے سب کچھ اپنے قاری کو بتاتے ہیں۔ سفر عراق میں مفتی تقی عثمانی ایک اور عظیم الشان تاریخی شہر کوفہ کا سفر کرتے ہیں۔ وہی کوفہ جہاں مسلم تاریخ کے کیسے کیسے درد انگیز انقلابات رونما ہوئے۔ شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰؓ کی شہادت سے لے کر مسلم بن عقیلؓ کے خون کے چھینٹے یہاں کے در و دیوار پر نقش ہیں۔ سیدنا عمرؓ نے اپنے دورِ حکومت میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کو یہاں روانہ فرمایا تاکہ لوگ اُن سے علم دین حاصل کریں۔ اِس طرح یہ علاقہ عظیم الشان علمی مرکز میں تبدیل ہو گیا، جہاں امام ابو حنیفہؒ، عبد اللہ بن مبارکؒ، حضرت وکیع بن الجراحؒ سمیت سیکڑوں، ہزاروں اہلِ علم نے علم و فضل کے موتی بکھیرے۔ شہر کی تاریخی و جغرافیائی حیثیت کے بارے میں مفتی تقی عثمانی رقم طراز ہیں:

> ''کوفہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں فاتح عراق حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ایک چھاؤنی کے طور پر بسایا تھا اور اس میں عرب کے مختلف قبیلوں نے اپنے اپنے محلے بنا لیے تھے۔ اس سے قبل یہ علاقہ سورستان کہلاتا تھا۔ شروع میں چونکہ ایک چھاؤنی تھی، اس لیے یہاں کے باشندوں نے پختہ مکانات کی بجائے بانسوں اور کھجوروں کے پتوں سے عارضی مکان بنائے تھے۔ جب کہیں جہاد پر جانا ہوتا تو یہ مکان توڑ کر صدقہ کر جاتے اور جب واپس آتے تو دوبارہ بنا لیتے۔''(2)

مفتی تقی عثمانی دمشق کی مضافاتی بستیوں، شہدا کے قبرستانوں، مزار سیدہ زینبؓ اور جامع مسجد اموی کی تاریخ و جغرافیہ بیان کرتے ہیں۔ دمشق کی جامع اُموی فن تعمیر کا عجیب نمونہ ہے۔ بنو اُمیّہ کے مشہور خلیفہ ولید بن عبد الملک نے اسے تعمیر کیا۔ یہ مسجد فتح دمشق سے قبل ایک کلیسا تھا جو کنیسہ یوحنا کہلاتا تھا، اس کلیسا کا نصف حصہ لڑائی سے اور باقی نصف مصالحت سے فتح ہوا تھا۔ معاہدے کے تحت آدھا حصہ کلیسا ہی رہا۔ بعد میں عیسائیوں کو منہ مانگے دام دے کر یہ حصہ بھی مسجد میں شامل کر دیا گیا۔ ولید نے اس مسجد کو عالی شان بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مفتی صاحب نے جامع مسجد اُموی میں ایک عجیب و غریب گاڑی دیکھی جو بانسوں اور لکڑی کے تختوں کی بنی تھی اور اس کے نیچے لوہے کے بڑے بڑے پہیے لگے ہوئے تھے۔ اس گاڑی کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کی منجنیق تھی۔

مفتی تقی عثمانی استنبول میں توپ کاپی میوزیم میں بھی جاتے ہیں۔ یہ ایک بڑا محل ہے جو سلاطین عثمانیہ کی رہایش کے طور پر استعمال ہوتا کے نام سے جانا جاتا تھا۔ محل کو مصطفیٰ کمال اتاترک کے حکم پر ۱۹۲۴ء میں میوزیم بنا دیا گیا تھا۔ اس میں تبرکات، نادر اشیا، سونا اور بیش قیمت جواہرات موجود ہیں، آج بھی ان کی قیمت اربوں ڈالر میں ہے۔ میوزیم کے ایک حصے میں حضور ﷺ کے نقش پا کا نمونہ، ریش مبارک کے کچھ بال اور عہد صحابہ کا ہاتھ سے لکھا ہوا قرآن پاک کا مسودہ اور خانہ کعبہ کی چابیاں بھی ہیں۔ میوزیم کے اسی سیکشن میں کچھ تلواریں بھی ڈسپلے میں تھیں۔ ان پر حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور خالد بن ولیدؓ کے نام تحریر تھے۔ یہاں حضرت داوُدؑ کی تلوار، حضرت موسیٰؑ کی چھڑی، حضرت یوسفؑ کی پگڑی اور حضرت ابراہیمؑ سے منسوب ٹوپی بھی رکھی تھی۔ مفتی تقی عثمانی ان تبرکات کی تاریخ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

> ”سلطان سلیم دسویں صدی ہجری میں یہ تبرکات مصر سے استنبول لے کر آئے، اور یہ اہتمام کیا کہ توپ کاپی سرائے میں ان کو محفوظ رکھنے کے لیے ایک مستقل کمرہ تعمیر کیا۔ سلطان کی طرف سے اِن تبرکات کی قدر دانی اور ان سے عشق و محبت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب تک سلطان سلیم زندہ رہے، استنبول میں مقیم رہنے کے دوران اِس کمرے میں خود اپنے ہاتھ سے جھاڑو دیتے اور اس کی صفائی کیا کرتے تھے۔ اِس کے علاوہ اس کمرے میں انھوں نے حفاظِ قرآن کو مقرر کیا کہ وہ چوبیس گھنٹے یہاں تلاوت کرتے رہیں۔ دنیا میں یہ واحد جگہ ہے جہاں چار سو سال تک مسلسل تلاوت قرآن پاک ہوتی رہی“(3)

تذکرہ نگاری مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں کی ایک منفرد خصوصیت ہے۔ وہ جب کسی تاریخی شہر کا قصد کرتے ہیں تو وہاں کی اہم شخصیات کے مزارات و آثار پر حاضری ضرور دیتے ہیں اور اُن کی حیات وخدمات کے سنہری پہلوئوں کا دل آویز تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ بالخصوص مسلم ممالک میں تاریخی زیارات کے موقع پر وہ اپنے دل نشیں اُسلوب میں مقتدر اور عظیم ہستیوں کی سیرت اور جامع تذکرہ ضرور کرتے ہیں۔ اُن کے تذکرے میں محبت وعقیدت کی وارفتگی اور اعتراف وعجز کی انکساری ملتی ہے۔ انھوں نے اپنے سفر ناموں میں عالم اسلام کی ساٹھ سے زائد جلیل القدر ہستیوں کا مختصر تعارف کروایا اور اُن کی بلند پایہ جھلک دکھلائی ہے۔

مفتی تقی عثمانی نے تینوں سفر ناموں(”جہانِ دیدہ“، ”دنیا مرے آگے“، ”سفر در سفر“) کے پیش لفظ میں بڑی صراحت سے بتایا ہے کہ اُن کے اسفار کا اہم مقصد عظیم دینی شخصیات کا تذکرہ ہے۔ تاریخ اُن کا خاص موضوع ہے اور اپنے اسلاف کے ساتھ وہ بے حد انسلاک رکھتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں کسی شخصیت کی تذکرہ نگاری یا خاکہ نگاری میں سفر نامہ نگار غائب نہیں ہوتا بل کہ تذکرہ نویسی مفتی صاحب کے خیالات واحساسات اور وارداتِ قلب کی ترجمان بن جاتی ہے۔ یوں یہ سفر نامے مسلم رہنماؤں کے محض تذکرے نہیں رہے بل کہ سفر نامہ نگار کی عقیدت کے نمونے بھی بن گئے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی نے جن نامور ہستیوں کے تذکرے اور سیرت کو قلم بند کیا ہے، اُن عظیم الشان شخصیات میں حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ ابن علیؓ، خالد بن ولیدؓ، شرحبیل بن حسنہؓ، حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زید بن حارثہؓ، حضرت عبد اللہ بن رواحہؓ، حضرت سلمان فارسیؓ اور ابو عبیدہ ابن الجراحؓ جیسے جید صحابہ کرامؓ بھی ہیں جو مقام صحابیت میں بلند مقام رکھتے ہیں۔ اِمام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام غزالیؒ جیسے فقہا اور علما بھی، جن کی ساری زندگی اُمت کے علمی سرمائے کی آب یاری میں گزری۔ ان میں امام سرخسیؒ جیسی نابغۂ روزگار شخصیت بھی شامل ہے جن کو سزا کے طور پر کنویں میں پھینک دیا گیا اور انھوں نے اپنے شاگردوں کی علمی تشنگی کو دور کرنے کے لیے تیس جلدوں پر مشتمل کتاب المبسوط کنویں سے اِملا کروائی۔ اُن میں امام موسیٰ کاظمؒ اور امام علی رضاؒ جیسی مقدس ہستیاں بھی شامل ہیں جو مستجاب الدعوات تھیں۔ شیخ عبد القادر جیلانیؒ، جنید بغدادیؒ، سری سقطیؒ اور ابن العربیؒ جیسی تصوف و طریقت کی علم بردار شخصیات کا تذکرہ بھی کیا گیا اور سلطان نور الدین زنگیؒ، سلطان صلاح الدین ایوبیؒ، سلطان محمد فاتحؒ جیسے جری حکمرانوں کا ذکر خیر بھی سفر ناموں کا حصہ ہے۔

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

مفتی تقی عثمانی نے سفر ناموں میں مسلم رہنمائوں کے کردار کا ذکر اِس طور کیا کہ اُن کی شخصی خوبیاں اور کمالات کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ اُن کی علمی کاوشیں، مصائب و مشکلات کے ادوار، للّٰہیت، اخلاص و اخلاق، عجز و انکساری، فقر و فاقہ کشی اور دین اسلام کے لیے بے پناہ قربانیوں کی تصویر آنکھوں میں پھر جاتی ہے۔ مفتی تقی عثمانی تذکرہ شخصیات سے ہمیں باور کروانا چاہتے ہیں کہ کیسے کیسے مصائب و مسائل کا سامنا ہمارے اسلاف نے کیا۔ اپنی منزلوں تک رسائی کے لیے وہ کن مراحل سے گزرے، سیکڑوں سال گزر جانے کے باوجود اُن کے کارنامے کیسے زندہ وجاوید ہیں اور تاریخ کے صفحات پر وہ کس بلند منصب پر فائز ہو چکے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی عراق میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر جاتے ہیں تو اُن کی تعلیمات کو بھی بیان کرتے ہیں۔ طریقت کے ساتھ ساتھ شریعت سے اُن کی وابستگی اور تدریس، فقہ و فتاویٰ کی تفاصیل بیان کرتے ہیں۔ وہ حضرت معروف کرخیؒ کی عبادات وطاعات، حضرت سری سقطیؒ کی دینی محبت کے واقعات اور سید جنید بغدادیؒ کے افکار وملفوظات کا بیان کرتے ہیں۔ تقی عثمانی بغداد کے مغربی حصے رصافہ میں جب حضرت جعفر صادقؒ کے صاحبزادے حضرت موسیٰ الکاظمؒ کے مزار اقدس پر حاضر ہوتے ہیں تو علمِ حدیث میں آپ کے بلند مقام کا تذکرہ کرتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی امام ابو حنیفہ کے مزار پر پہنچتے ہیں، یہاں آنے کا اشتیاق بچپن سے تھا۔ وہ تذکرہ امام ابو حنیفہ میں بتاتے ہیں کہ بچپن ہی میں والد کے انتقال کے باوجود امام صاحب نے کس طرح علم و فقہ میں کمال حاصل کیا۔ پھر آپ نے تجارت میں مقام پیدا کیا، جلیل القدر مشائخ سے علم عقائد و کلام حاصل کرنے کے بعد آپ کا انہاکِ علمی بڑھ گیا۔ عباسی خلیفہ منصور چاہتا تھا کہ آپ عہدۂ قضا قبول فرمائیں۔ اِنکار پر امام صاحب کو زنداں میں ڈلوادیا اور بعض روایات کے مطابق حالتِ اسیری میں آپ کی وفات ہوئی۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

> ”حضرت امام صاحبؒ کے مزار پر بیٹھ کر ایسا سرور وسکون محسوس ہوا جیسے کوئی بچہ ماں کی آغوش میں پہنچ کر محسوس کرتا ہے۔ دل چاہتا تھا یہ کیفیت طویل سے طویل تر ہوتی چلی جائے، لیکن کافی دیر ہو چکی تھی، اُٹھے بغیر چارہ نہیں تھا۔“(4)

مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں بے تعصبی، غیر جانبداری اور دیانت ہر جگہ نمایاں اور نکھر کر سامنے آتی ہے۔ انھوں نے دنیا کے پچاس سے زائد ممالک کے سفر کیے، وہاں کی معاشرتی، تمدنی، تہذیبی اور اخلاقی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کیا۔ مفتی صاحب نے مسلم اور غیر مسلم کی تفریق کیے بغیر، جہاں جو کچھ دیکھا، محسوس کیا، اُسے قرطاس پر اُتار دیا۔ وہ مسلمانوں کی خرافات، بدعات، رسوم ورواج پر بھی دل گرفتہ ہوتے ہیں اور غیر مسلموں کی محنت، دیانت داری، پابندیٔ وقت، حسنِ معاملات کے بھی گرویدہ ہیں۔

مفتی تقی عثمانی اقوام عالم کی تعریف کرنے میں کبھی کہیں بخل سے کام نہیں لیتے۔ جنوبی افریقہ، آسٹریلیا، امریکہ، برطانیہ، اٹلی، جرمنی، فرانس، سویڈن، ناروے، فن لینڈ، برازیل، فجی، نیوزی لینڈ، چین، جاپان وغیرہ کے سفر میں جو خوبیاں دیکھتے ہیں، اُن کی برملا تعریف کرتے ہیں۔ سفر چین کے دوران مفتی تقی عثمانی جب رات کے کھانے کے بعد ہوٹل کی ساتویں منزل سے پیکنگ شہر کا منظر دیکھتے ہیں تو حیران رہ جاتے ہیں۔

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

شہر کی بڑی بڑی عمارتوں پر روشنیوں کی خیرہ کن چمک نہ تھی۔ شہر میں کہیں سائن بورڈ نظر نہ آتا تھا۔ آرائشی روشنیاں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تھیں۔ یہ منظر مفتی تقی عثمانی کے لیے حیران کن بھی تھا اور سبق آموز بھی، یہاں وہ کراچی اور بیجنگ کا تقابل کرتے نظر آتے ہیں:

> ''سڑکوں اور عمارتوں پر صرف بہ قدر ضرورت بلب روشن تھے، جو کراچی کی جگمگ کرتی ہوئی روشنیوں کے مقابلے میں کالعدم محسوس ہوئے، اور اس چکاچوند کی عادی نگاہوں کو بڑے اجنبی نظر آئے۔ لیکن عقل کا فیصلہ یہی تھا کہ جو ملک برقی طاقت کی کمی کا شکار ہو، اُسے اپنی تھوڑی بہت برقی طاقت نمایش و آرایش میں صرف کرنے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔ چین نے اگر عقل کے اس فیصلے کو جذبات پر مقدم رکھا ہے تو یہ قابلِ اعتراض بات نہیں، قابل ستایش ہے، اور نظر ثانی کا محتاج تو ہمارا طرزِ عمل ہے، جو سال بھر لوڈشیڈنگ، اور وقتاً فوقتاً بجلی کی خرابی کو گوارا کر لیتے ہیں، لیکن نمایشی اور آرایشی روشنیوں میں روزانہ اضافہ کرتے چلے جارہے ہیں۔''(5)

مفتی تقی عثمانی جب ترقی یافتہ ممالک کا سفر کرتے ہیں تو وہاں کے سیاسی نظام کی خوبیوں کو بھی بے لاگ بیان کر دیتے ہیں۔ مغربی ممالک میں وہ دیکھتے ہیں کہ سرکاری عہدے دار گورنر، وزیر اعلیٰ اور وزرا بغیر پروٹوکول زندگی کے روز و شب گزارتے اور عوام کو دقت دیے بغیر سرکاری معمولات اور نجی زندگی کی مصرفیات بتاتے ہیں۔ ایسے واقعات سے اُن کو اپنے ملک میں حکمران طبقے کا پروٹوکول اور عوام کی اذیت ناکی یاد آنے لگتی ہے۔ ایک ایسا ہی واقعہ بیان کرتے مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں کہ ایک دن ہلسنکی (فن لینڈ) میں شام کے وقت چہل قدمی کرتے ہوئے پارلیمنٹ سکوائر والی سڑک پر نکلے، کچھ دیر بعد ایک جھنڈے والی گاڑی سگنل پر آکر رک گئی۔ سگنل گرین ہونے پر گاڑی آگے بڑھی تو مقامی دوستوں نے بتایا کہ یہ وزیر اعظم کی کار تھی، اور وہ خود اس میں موجود تھے۔ تقی عثمانی حیران تھے کہ وزیر اعظم کی گاڑی مگر پولیس، نہ ہٹو بچوں کی صدائیں، نہ عوام کے لیے راستوں کی بندش۔ انھوں نے یہ بھی دیکھا کہ وزیر اعظم سپر مارکیٹ میں عام لوگوں کی طرح قطار میں خریداری کر رہے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی مغربی ملکوں کے سفر میں وہاں کی معاشرتی اور سماجی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ مغربی زندگی کا روشن پہلو دیکھتے ہیں کہ یہاں لوگوں میں فرض شناسی، دیانت داری ہے، بد نظمی، سستی، نا اہلی اور کام چوری کا نشان نہیں۔ سرکاری دفاتر میں انصاف اور میرٹ ہے۔ بار بار خوار ہونے، چکر لگانے، رشوت سے کام چلانے کی گنجایش کم کم ہے۔ معاملات میں صفائی اور سچائی ہے۔ اشیائے خور و نوش میں ملاوٹ اور دھوکا نہیں۔ باہمی تعلقات میں شرافت اور ملنساری ہے۔ قطار کی عادت کلچر کا حصہ ہے۔ لڑائی جھگڑے کہیں شاذ ہی دیکھنے کو ملے۔ ٹرینوں بسوں، عوامی مقامات پر دھکم پیل نہیں، ٹریفک کا نظام نظم و ضبط اور عمدگی کے ساتھ رواں دواں ہے وغیرہ وغیرہ۔

حقیقت نگاری کے ساتھ مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں کی ایک خصوصیت اُن کا تحقیقی مزاج ہے جو قاری کو حقائق کے قریب کرتا ہے۔ ڈاکٹر غفور شاہ قاسم نے لکھا ہے کہ کسی فن پارے کی اولین خصوصیت ہے کہ قاری کو Educate کرے اور اس پر نئے جہانوں کے آفاق کے در وا کرے۔ سفر نامہ لاعلمی کے حصار میں کھلنے والی ایک ایسی کھڑکی ہے جس میں جھانک کر قاری اپنے آپ کو نئی معلومات، نئے علاقوں اور نئے علوم سے آشنا کرتا ہے۔(6) مفتی تقی عثمانی اپنے محققانہ مزاج کے مطابق تاریخی معلومات کو خاص طور پر پرکھتے اور اُن کی سچائی کے بارے میں قاری

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

کو آگاہ کرتے ہیں۔ عمومی طور پر مشہور شخصیات کے بارے میں بہت سے تاریخی مغالطے ہوتے ہیں۔ یہ تاریخی مغالطے اِس قدر معروف ہو جاتے ہیں کہ لوگ انھیں سچ جاننے لگتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی نے اپنی معلومات کو مستند بنانے کے لیے تاریخی کتابوں سے بھی اِستنباط کیا اور اُن حقائق کو قرآن وحدیث کی کسوٹی پر بھی پرکھا ہے۔ ان کے سفر ناموں میں جابہ جا"نفح الطیب للمقریزی"، "تاریخ بغداد"، "انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا"، "خلافتِ اندلس"، "الاصابہ"، "البدایۃ والنہایۃ" کے حوالے ملتے ہیں۔

عراق کے سفر میں مفتی تقی عثمانی حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ کے مزارات پر بھی گئے۔ انھوں نے اِن مزارات کے حقیقی ہونے پر تاریخی اعتبار سے کافی جرح کی ہے۔ مفتی تقی عثمانی کے نزدیک حضرت علیؓ کا نجف میں مدفون ہونا تاریخی اِعتبار سے مشکوک ہے کیوں کہ اُن کے مزار کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت کے مطابق وہ کوفہ میں دفن ہیں، دوسری روایت میں ہے اُنھیں قصر الاتارہ دفن کیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق انھیں کوفہ میں دفن کیا گیا لیکن حضرت حسینؓ نے حضرت معاویہؓ کے دور خلافت اُن کی نعش مبارک مدینہ لے جا کر اُن کی تدفین جنت البقیع میں سیدہ فاطمہؓ کے ساتھ کر دی تھی۔ اِسی طرح حضرت حسینؓ کے مزار کے حوالے سے بھی وہ اپنی تحقیق بیان کرتے رقم طراز ہیں:

"۔۔۔سر مبارک کے بارے میں تو روایات بہت مختلف ہیں، لیکن جسم مبارک کے بارے میں قرین قیاس یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ کربلا میں مدفون ہو گا، اگرچہ اس (مزار) کی خاص جگہ کا تعین تاریخی اِعتبار سے خاصا مشکوک ہے۔ امام ابو نعیم مشہور محدث اور مورخ ہیں، ان سے کسی نے حضرت امام حسینؓ کے مزار کی جگہ دریافت کی تو انھوں نے لاعلمی کا اظہار فرمایا۔"(7)

مفتی تقی عثمانی کے سفر کا ایک مقصد دنیائے اسلام کے عظیم کتب خانوں اور مراکز کا دورہ کرنا تھا، وہ نہ صرف عراق، لبنان، شام، ترکی، ایران، افریقہ کے کتب خانوں میں جاتے ہیں بلکہ یورپ، امریکہ کی لائبریریوں میں جا کر کھوئے ہوئے خزانے کی تلاش کرتے ہیں۔ وہ خود لکھتے ہیں:

"میں کسی بھی ملک میں جاتا ہوں تو میرے پروگرام کا ایک ضروری حصہ یہ بھی ہوتا ہے کہ میں وہاں کے کسی بڑے کتب خانے کو دیکھوں اور اگر کچھ نئی کتابیں مفید مطلب معلوم ہوں تو خرید لوں۔"(8)

بغداد کے ایک کتب خانے کا دورہ کرتے ان کے دل کی کیفیت عجیب ہو گئی جب ناظم کتب خانہ نے ایک ایسی کتاب ان کے سامنے رکھی جو ہلاکو خاں کے بغداد حملے کے موقع پر تاتاریوں نے دجلہ میں پھینک دی تھی۔ کتاب کے حرف جگہ جگہ سے اڑے ہوئے تھے، یہ کتاب امام راغب اصفہانی کی "مفردات القرآن" کا قلمی نسخہ تھا، کتاب کے ٹائٹل پر فقیر عبد اللہ بن محمد عبد القادر مکی کا یہ جملہ لکھا تھا کہ میں نے ۶۵۶ھ میں یہ کتاب دریائے دجلہ میں پڑی ہوئی پائی تھی، اِسے تاتاریوں نے وہاں ڈال دیا تھا، میں نے یہ کتاب وہیں سے اُٹھائی ہے۔ مفتی تقی عثمانی لکھتے ہیں:

Gohar-e-Tahqeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

"اس عبارت کے بعد ذہن میں ساڑھے سات سو سال پہلے کے دل گداز واقعات کی ایک فلم چلادی۔ تاریخ میں پڑھا کرتا تھا کہ تاتاریوں نے بغداد پر قبضے کے بعد مسلمانوں کی کتابوں سے دریائے دجلہ پر پل تعمیر کیا تھا اور کتابوں کی روشنائی سے دجلہ کا رنگ تک متغیر ہو گیا تھا علم و حکمت کے کیسے کیسے خزانے اس وحشت و بربریت کی نظر ہوئے؟ اِن کی تفصیل اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"(9)

مفتی تقی عثمانی کتابوں کی خریداری کے لیے قاہرہ کے بازاروں میں بھی جاتے ہیں اور عراق کے کتب خانوں میں بھی، وہ عمان کے مشہور کتب خانے "دار البشیر" کا قصد بھی کرتے ہیں اور بیروت کے عربی مراکز کتب میں بھی جاتے ہیں، وہ ٹورنٹو کے میک گل یونیورسٹی کی لائبریری میں اسلامی علوم کی کتابوں کے ذخیرے پر حیران ہو جاتے ہیں اور جب آئرلینڈ کی مارش لائبریری، چیسٹر بیٹی لائبریری میں اندلس کا لکھا گیا قرآن کریم کا ایک نسخہ دیکھتے ہیں تو اقبال کے الفاظ میں ان کا دل سیپارہ ہو جاتا ہے۔

مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں اول تا آخر ایک عالم دین کا رنگ غالب ہے۔ وہ کسی ملک، شہر اور قصبے میں جاتے ہیں تو وہاں کے اساتذہ، علما، دانش وروں سے ملاقات بھی کرتے ہیں اور علمی، ثقافتی اداروں، دینی مدارس کا دورہ بھی کرتے ہیں۔ انھیں یمن کی جامعۃ الایمان، کینیڈا کے معہد الرشید الاسلامی جا کر دینی مدارس کا عکس نظر آتا ہے اور وہیں جامعہ ازہر کی جدید فکر سے وہ ملول ہوتے ہیں جہاں اسلام صرف کتابوں کی حد تک انھیں نظر آتا ہے۔ مفتی تقی عثمانی جہاں کہیں سفر اختیار کرتے ہیں وہاں سیمینارز، اجلاسات، خطبات و مقالات میں وہ ٹریفک قوانین، نیلام اور ٹینڈر کے قواعد، کرنسی کے مسائل، اسلامی بینکنگ، مالیاتی نظام، تکافل، طبی مسائل پر بھی اسلامی نقطہ نظر واضح کرتے ہیں۔ وہ روداد سفر میں ملائشیا میں حج کے طریقہ کار، ناروے میں نمازوں کے اوقات اور آسٹریلیا، کینیڈا میں مرغیوں کے ذبیحہ پر بھی اپنی فقیہانہ رائے دیتے ہیں اور مختلف ملکوں میں مسلمانوں کے رہن سہن، طرز و ثقافت پر عالمانہ اظہار کرتے ہیں۔ وہ دمشق یونیورسٹی سے لے کر آکسفورڈ، ہاورڈ، میک گل یونیورسٹی کی جدید طرز تعلیم، بلند اور وسیع عمارات کا بھی مشاہدہ کرتے ہیں اور ہندوستان میں دارالعلوم دیوبند جا کر ماضی کی یاد آفرینی بھی کرتے ہیں۔ برصغیر کی عظیم خانقاہ تھانہ بھون پہنچتے ہیں تو وہاں کی سادگی، نورانیت، للّٰہیت، بے نفسی اور قناعت پسندی اُن پر سرشاری طاری کر دیتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

"دیکھنے میں یہ چھوٹی سی مسجد ہے جس کے اندرونی حصے میں کل تین صفیں ہوتی ہیں، صحن اور برآمدے بھی کچھ زیادہ کشادہ نہیں، لیکن اللہ تعالی نے اس چھوٹی سی جگہ سے کیا عظیم الشان کام لیا کہ یہاں ایک ہزار کے لگ بھگ اعلی درجہ کی تصانیف تیار ہوئیں، وعظ وارشاد کا ایک نرالا رنگ وجود میں آیا، حقائق و معرفت کے دریا بہائے گئے، طریقت و تصوف کی تجدید ہوئی، علمی و عملی مشکلات کی گتھیاں سلجھائی گئیں، علوم نبوت کے عقدے وا ہوئے، ہزار ہا اِنسانوں کو حسنِ اخلاق و معاشرت کے دل کش سانچوں میں ڈھالا گیا۔ شرافت و انسانیت کو نئی زندگی ملی، شریعت، عقل اور عشق کی حدیں قائم کی گئیں اور تینوں کے حسین و متوازن امتزاج سے وہ مذاق زندگی وجود میں آیا جو اس آخری دور میں کتاب و سنت

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

کی عملی تفسیر کا دوسرا نام ہے۔"(10)

مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں منظر نگاری، جزئیات نگاری، اشعار کا بر محل استعمال اور دل چسپ و سلیس نثر پڑھنے کو ملتی ہے۔ سچائی اور صدق گفتاری ان کی تحریر کو اثر انگیز کر دیتی ہے، خصوصاً جہاں وہ ماضی کی یاد آفرینی، عبرت و حسرت کا بیان کرتے ہیں، وہاں ان کی تحریر میں زبردست ادبیت، جاذبیت، گداز اور سوز پیدا ہو جاتا ہے، جو سیدھا قاری کے دل میں اُتر جاتا ہے۔

منظر نگاری مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں کی ایک اہم خصوصیت ہے، وہ جہاں گئے، اُن کے اندر کی جمالیاتی حس، قدرتی حسن کو دیکھ کر بیدار ہو جاتی ہے۔ وہ موسموں، مقامات، قدرتی مناظر کا بیان اِس دل کشی اور سحر انگیزی سے کرتے ہیں کہ قاری کے سامنے وہ منظر آئینہ ہو جاتا ہے۔ ایسے مقامات پر منظر کشی کے تمام لوازم جیسے قدرت زبان، تشبیہ، تخیل اور شگفتگی اُن کے الفاظ میں در آتے ہیں۔ یہاں یہ بات اہم ہے کہ مفتی تقی عثمانی کی منظر نگاری میں مبالغہ آرائی نہیں ملتی، وہ دل کی حقیقی کیفیات کی مرقع کشی کرتے ہیں۔ اُن کی منظر نگاری کا مقصد قدرت کی صناعی کا اِظہار اور اُس کا اعتراف ہے۔ اِسی لیے وہ صدق کا دامن کہیں ہاتھ سے نہیں چھوڑتے، نہ اپنی سرگذشت میں خوبصورتی پیدا کرنے کے لیے خیالوں کے طوطا مینا اُڑاتے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی کے اسفار کا مقصد ممالک کی جغرافیائی، تاریخی، مذہبی اور علمی صورتحال کا اظہار تھا تاہم جہاں کہیں مناظر کو انھوں نے سفری روداد کا حصہ بنایا، وہاں اُن کی تخلیقی صلاحیت اور فنی مہارت کا بھرپور ثبوت ملتا ہے۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء مفتی تقی عثمانی نے تین مغربی ممالک کینیڈا، امریکہ اور فرانس کا سفر کیا۔ پیرس کے راستے مفتی تقی عثمانی ٹورنٹو پھر وہاں سے بذریعہ کار واٹرلو نامی شہر پہنچے۔ ٹورنٹو سے واٹرلو کے سفر میں جن خوب صورت مناظر کا انھوں نے نظارہ کیا، انھیں دل چسپ انداز میں نوکِ قلم پر لاتے ہیں:

"اس علاقے میں سردیوں کی آمد آمد تھی اور موسم کافی ٹھنڈا مگر خوش گوار تھا۔ کار صاف شفاف اور کشادہ ہائی وے پر دوڑتی رہی، دونوں طرف حد نظر تک سبزہ زار پھیلے ہوئے تھے۔ کوئی جگہ خشک اور سبزے سے خالی نظر نہیں آتی تھی اور سب سے زیادہ حسن اُن خوب صورت درختوں نے پیدا کر دیا تھا جن پر خزاں کی علامت کے طور پر بہار آئی ہوئی تھی۔ شمالی امریکہ کے متعدد علاقوں میں خود رو درختوں پر قدرت کا عجیب نظارہ دیکھنے میں آتا ہے کہ خزاں سے پہلے ان کے سبز پتے اپنا رنگ بدلنا شروع کر دیتے ہیں اور درختوں کا کچھ حصہ زرد اور کچھ حصہ سرخ ہو جاتا ہے۔ یہ زردی اور سرخی بھی کہیں ہلکی اور کہیں گہری ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے پورا درخت مجموعی طور پر حسین رنگوں کا ایک دل کش مجموعہ ہو جاتا ہے۔"(11)

مفتی تقی عثمانی نے سادہ و رواں اسلوب میں موسم خزاں کی منظر کشی کی ہے۔ خزاں اور بہار کی صنعتِ تضاد کا بھی خوب استعمال کیا گیا ہے۔ اُن کی تحریر میں شادابی اور سادگی بیک وقت پائی جاتی ہے۔ وہ مناظر قدرت کی مرقع کشی اس مہارت سے کرتے ہیں کہ قاری اُس منظر خاص

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

کا پوری طرح حصہ بن جاتا ہے۔ نیوزی لینڈ کے سفر میں بھی انھوں نے اپنی سرگزشت خوب صورت نقشوں اور خوش نما نظاروں سے مرتب کی ہے۔ مفتی تقی عثمانی سفر عراق میں جب بغداد کی سڑکوں پر سرگرداں ہوتے ہیں تو انھیں شہر کی جدید سڑکیں، زمین دوز راستوں، جا بہ جا بنے ہوئے چوراہے اور پل یہاں کی تمدنی زندگی کا عکس نظر آتے ہیں۔ مفتی تقی عثمانی سفر مدینہ کے دوران خیبر کی قدیم بستی میں جاتے ہیں تو قلعہ خیبر، اُس کے راستوں کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ باسفورس کے کنارے پہنچتے ہیں تو گولڈن ہارن پر سلطان محمد فاتح کے خشکی پر چلائے جہازوں کے مناظر کی عکس بندی کرتے ہیں۔ دریائے نیل کنارے چہل قدمی کرتے ہیں تو پانی میں منعکس ہوتی رنگ برنگ روشنیوں میں کھو جاتے ہیں۔ وہ کبھی جبل قاسیون کے تفریحی مقامات پر گاڑی روک کر دمشق کے حسین مناظر کا لطف اُٹھاتے ہیں تو کہیں استنبول کی قدرتی رعنائیوں میں گم ہو جاتے ہیں۔

جزئیات نگاری کی جھلکیاں مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں جا بہ جا نظر آتی ہیں۔ اُن کا وسیع مطالعہ اور مشاہدہ جزئیات نگاری کی صورت جلوہ گر ہوتا ہے۔ وہ بسا اوقات مختلف مناظر اور واقعات کا بیان اِس طور کرتے ہیں کہ چھوٹی چھوٹی چیزیں بھی منظر نامے میں اُبھر آتی ہیں۔ اُن کی جزئیات نگاری بڑی توانا، خوبصورت اور اثر انگیز ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے موضوع کی تاریخ، ثقافت، تہذیب اور معاشرت سے خوب واقف ہوتے ہیں اور اپنے شستہ و رواں اسلوب میں تاریخی آثار اور مناظر کی جزئیات خوبی سے بیان کر دیتے ہیں۔

مفتی تقی عثمانی پیرس کی سفری روداد بیان کرتے ہیں تو ایفل ٹاور کی تاریخ اور جغرافیہ بھی بیان کرتے ہیں، عجائبات عالم میں شمار دنیا کے اس بلند ترین ٹاور کے بارے میں وہ جزوی تفصیلات بھی بتاتے ہیں کہ یہ پورا ٹاور لوہے سے بنا ہوا ہے، مخروطی ڈھانچے کی شکل میں یہ بلند ہوتا چلا گیا ہے، ٹاور میں ایک لفٹ لگی ہے۔ گرد و پیش میں خوبصورت پارک بنے ہیں اور قریب ہی دریائے سین بہہ رہا ہے۔ اسی طرح کینیڈا کی مشہور نیاگرا آبشار کا مشاہدہ کرتے ہیں تو تقی عثمانی وہاں کی تفصیلات اپنے دل چسپ اور نکتہ آمیز انداز میں قلم بند کر دیتے ہیں۔

اشعار کا برمحل استعمال مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں کی ایک خاص خوبی ہے۔ وہ ایسی خوبصورتی اور فنی سلیقہ مندی سے اشعار کو نثر کا حصہ بناتے ہیں گویا نگینے کی طرح شعر جڑ دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر فارسی اور عربی کے اشعار کا بھی برموقع استعمال کرتے ہیں۔ یہ اَشعار ان کی طرز فکر اور تحریر میں ایسی اثر انگیزی پیدا کرتے ہیں کہ بات دل تک اُترتی محسوس ہوتی ہے۔ وہ مختلف سفر ناموں کے آغاز میں بھی اشعار درج کرتے ہیں اور پھر رودادِ سفر میں بھی بڑی مشاقی اور روانی سے اشعار کو نثر کا حصہ بنا دیتے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

> "سلطان صلاح الدین ایوبی کو رخصت ہوئے آٹھ سو سال سے زائد ہو چکے ہیں، آج پھر مسلمانوں کا قبلہ اوّل اُن سے چھین لیا گیا ہے اور آج پھر اُمت مسلمہ کسی صلاح الدین کے انتظار میں ہے اور پورا عالم اسلام زبانِ حال سے پکار رہا ہے کہ
>
> اے سوارِ اشہب دوراں، بیا
>
> اے فروغ دیدئہ اِمکاں، بیا"(12)

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

"یہ وہی دجلہ تھا جس کے کنارے کبھی عباسی خلفا کے شاندار محلات ہوا کرتے تھے، یہی وہ دجلہ تھا جو تاتاری حملے کے دوران کبھی خون مسلم سے سرخ ہوا اور کبھی کتابوں کی روشنائی سے سیاہ۔ اس نے مسلمانوں کے عروج وزوال کی کتنی داستانیں دیکھی ہیں، تاریخ کے نہ جانے کتنے راز اپنی لہروں میں چھپائے یہ آج بھی اسی آب و تاب سے بہہ رہا ہے، لیکن اس دریا کے کنارے مسلمانوں نے جو تابناک تہذیب دنیا کو عطا کی تھی، اُس کا تصور کرنے کے لیے آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں اور دماغ پر زور ڈال کر یہ کہنا پڑتا ہے

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ جا پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو "(13)

ماضی کی یاد آفرینی اور عبرت وحسرت انگیزی مفتی تقی عثمانی کے سفر ناموں میں جابہ جا نظر آتی ہے۔ وہ جہاں کہیں تہذیبوں کے عروج وزوال کے مناظر دیکھتے ہیں، بڑی دردمندی اور عبرت افروز اسلوب میں اُس کا بیان کرتے ہیں۔ اندلس، غرناطہ کے سفر میں تو اُن کے بند کھل جاتے ہیں۔ وہ مسلم امۃ کے نشاۃِ ثانیہ کی حسرت آمیز کسک کے ساتھ اپنے خیالات کو قلم بند کرتے ہیں۔ اٹلی میں رومی سلطنت کے زوال کا ذکر ہو۔ فراعینِ مصر اور سابقہ اقوام کے آثار کا تذکرہ ہو، وہ ان سب کو عبرت کی نشانیوں کے طور پر دیکھتے اور اپنے عبرت زا قلم سے لکھتے چلے جاتے ہیں۔ سفر اندلس میں ایک ایسے سیاح نظر آتے ہیں جو اپنے عظیم الشان ماضی اور بلند مرتبہ تہذیب کی تلاش میں ہے، وہ تصور میں طارق بن زیاد کو کشتیاں جلاتے بھی دیکھتے ہیں اور آٹھ سو سالہ اقتدار کے بعد آخری اموی بادشاہ ابو عبد اللہ کو شہر کی چابیاں فرڈی نینڈ اور ازابیلا کے حوالے کرنے کا منظر بھی دیکھتے ہیں، انھیں غرناطہ کے چوکوں چوراہوں پر عربی کتابوں سے خوشبو بھی آتی ہے اور الحمرا میں محمد بن احمر کی سطوت بھی دکھائی دیتی ہے، شان وشوکت اور قوت وسلطنت کا مرکز الحمرا ان کے سامنے عبرت انگیزی کی مثال بن جاتا ہے:

"وہ الحمراء جس کا ذکر بچپن سے تاریخوں میں پڑھتے آئے تھے، ایک پیکر عبرت کی صورت میں نظروں کے سامنے تھا۔ یہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء (آل عمران:26) کی ایک محسوس تفسیر تھی۔ اس پر شکوہ عمارت کے سامنے یا اس کے اندر کبر ونخوت کے کتنے پیکر "انا ولا غیری" کے نعرے لگاتے رہے، اور کتنے متکبروں کا غرور اس کی دہلیز پر خاک میں مل گیا، یہاں کتنے سروں پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا، اور کتنے تاج وروں کے سر اتارے گئے۔ تاریخ کے نہ جانے کتنے راز اپنے کھنڈروں میں چھپائے یہ عمارت آج بھی کھڑی ہے، اور ہر دیکھنے والے کو عبرت ونصیحت کا درس دے رہی ہے۔"(14)

مفتی تقی عثمانی سپین کے سفر میں، مدینۃ الزہرا، غرناطہ اور قرطبہ ہر جگہ حسرت ویاس میں ڈوبے رہے۔ یہ حسرت ویاس کے جذبات اُس وقت اپنے عروج پر پہنچ گئے جب انھوں نے مسجد قرطبہ کی ویرانی، سنسانی، خاموشی کو دل میں محسوس کیا، عظیم الشان مسجد کا ایک حصہ کلیسا بنا دیا گیا تھا اور دوسرا عجائب گھر، یہ منظر مفتی تقی عثمانی کے حساس دل میں پیوست ہو گیا، احساسات دیکھیے کہ کس اثر انگیز انداز میں انھیں رقم کر دیا گیا:

Gohar-e-Tahqeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

> "اس مسجد (قرطبہ) میں اس وقت ہم دو مسلمان تھے اور دونوں خاموش، تھوڑی دیر بعد سعید صاحب نے جو دیر سے اِس پر اثر منظر سے متاثر تھے، سکوت توڑا اور مجھ سے کہا تقی صاحب! "یہاں سے جلدی چلیے، یہاں تو دم گھٹتا ہے۔" ظاہر ہے کہ یہ گھٹن جگہ کی تنگی اور تاریکی سے پیدا نہیں ہوئی تھی، یہ وہ گھٹن تھی جس کا علاج نہ اُن کے بس میں تھا نہ میرے بس میں۔ ہم آہستہ آہستہ مسجد کے دوسری طرف سے باہر جانے والے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دل پر ابھی ایک اور چوٹ لگنی باقی تھی۔ اسی دروازے کے اندرونی حصے میں ایک سازندہ دیر سے اپنا ستار اور ہارمونیم ٹھیک کرنے میں مشغول تھا۔ ہم اس کے پاس پہنچے تو اس نے موسیقی کی تانیں اُڑانی شروع کر دیں۔ دل سے بے ساختہ دعا نکلی کہ یا اللہ! ایسی بے بسی کے عالم میں کسی مسجد کی زیارت آیندہ نہ کرائیے۔ میں نے اپنی زندگی میں نہ جانے کتنے تاریخی مقامات دیکھے ہیں، بہت سے عبرت کدوں کو دیکھنے کا موقع ملا ہے لیکن دِل و دماغ پر جو حسرت ناک تاثر جامع قرطبہ کو دیکھ کر ہوا، وہ کسی اور تاریخی مقام کو دیکھ کر نہیں ہوا۔"(15)

مفتی تقی عثمانی ماضی کی یاد آفرینی اور حسرت و موعظت کے لیے فلش بیک کی تکنیک بھی استعمال کرتے ہیں۔ وہ کسی موضوع پر بات کرتے کرتے چند لمحوں کے لیے ماضی میں چلے جاتے ہیں اور پھر واپس اسی موضوع کا ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ اردو ناول اور افسانوں میں اس تکنیک کا استعمال خوب کیا جاتا ہے، سفرناموں میں بھی تاثیر اور وسعت کے لیے یہ تکنیک استعمال ہوئی ہے۔

۱۹۸۴ء میں مفتی تقی عثمانی نے سفرِ عراق کے دوران کوفہ شہر کی سیاحت کی، جب وہ جامع مسجد کوفہ گئے تو اس عظیم الشان مسجد کی وسعت اور قدامت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ جامع مسجد کوفہ کی تعمیر حضرت سعد بن ابی وقاص نے ۱۹ھ میں کروائی تھی، اِس مسجد میں بیک وقت ساٹھ ہزار لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اسی مسجد میں حضرت علیؓ، سیدنا حسنؓ و حسینؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، سلمان فارسی، مغیرہ بن شعبہؓ سمیت سیکڑوں صحابہ سربہ سجود ہوئے، یہاں امام ابو حنیفہؒ، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، قاضی ابو یوسفؒ، امام محمدؒ جیسی نابغہ روزگار ہستیوں نے اپنے علم و فضل سے دنیا کو سیراب کیا۔ مفتی تقی عثمانی مسجد میں پہنچتے ہیں تو ماضی کی محفلوں میں کھو جاتے ہیں، اُسلوب بیاں دیکھیے:

> "میں اس وسیع و عریض صحن میں چشمِ تصور سے علم و فضل کی وہ سجی ہوئی مجلسیں دیکھتا رہا، جن کی خوشبو سے کبھی اس مسجد کے بام و در معطر رہتے تھے، اور دل میں یہ حسرت تھی کہ مجھ جیسا طالب علم یہاں پہنچا تو اتنی دیر میں کہ اب کوئی ان مجلسوں کو یاد کرنے والا بھی نظر نہیں آتا
>
> جمگھٹ وہ گل رخوں کے الٰہی کدھر گئے
> کیا ہو گیا گلاب کا تختہ کھلا ہوا"(16)

حسرت و عبرت اور زوال و ادبار کے یہ مرقعے سفر مدینہ میں بھی ملتے ہیں، روم کے کھنڈرات میں بھی۔ ایسے مواقع پر ایک تاسف اور ملال کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو قاری کو بھی کھینچ کر ماضی کی طرف لے جاتی ہے۔

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

مفتی تقی عثمانی کے سفر نامے قدیم و جدید طرز سفر نامہ نگاری کا حسین سنگم ہیں۔ کامیاب سفر نامے کے لیے جس دقتِ مشاہدہ، صدق گفتاری اور حقیقت نگاری کی ضرورت ہوتی ہے، وہ اُن کے سفر ناموں میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ ان کے یہاں مناظر و احوال کی سچی تصویریں ملتی ہیں، ان کے اسلوب میں متانت، شگفتگی کا خوبصورت توازن، خلوص اور سچائی کا حسین اعتدال، تجزیے اور تبصرے کا جمیل ارتباط اور قدیم و جدید سفر نامہ نگاری کے مشترکہ محاسن ملتے ہیں۔ ان کا اسلوب بڑا جان دار اور شان دار ہے۔ وہ سلیس اور آسان الفاظ میں مدعا نویسی کے قائل ہیں تاہم روکھے پھیکے انداز کی بجائے تخیل کی شگفتگی اور جذبے کی روانی ان کی نثر میں نمایاں ہے۔ اشعار کا برمحل استعمال، سلاست اور صدق گفتاری نے ان کے اسلوب میں ادبیت اور جاذبیت پیدا کر دی ہے۔ البتہ جہاں کہیں وہ تاریخی تفاصیل، دینی امور اور فقہی مباحث کو طول دیتے ہیں، اس سے سفر نامہ اپنے ادبی توازن سے محروم ہو جاتا ہے لیکن ان کی مقصدیت کو مد نظر رکھا جائے تو یہ طوالت مشقت انگیز محسوس نہیں ہوتی۔ بایں ہمہ مفتی تقی عثمانی کے سفر نامے اردو ادب میں وقعت، واقعیت کے لحاظ سے بہترین اضافہ ہیں اور انھیں کامیاب سفر نامہ نگاروں کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

Gohar-e-Tahqeeq
HEC "Y" Category
ISSN E: 2957-9155/ ISSN P: 2958-0935
Vol. 05, Issue. 01, June 2026
Page. 30-44

حوالہ جات:

1۔ ابوالحسن علی ندوی، مولانا" دریائے کابل سے دریائے یرموک تک"(کراچی: مجلس نشریات اسلام،۱۹۷۶ء)، ص،۱۸۷

2۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، "جہانِ دیدہ"، ص،۸۹

3۔ ایضاً، ص ۲۶۲

4۔ ایضاً، ص ۶۶

5۔ ایضاً، ص ۵۷

6۔ غفور شاہ قاسم، ڈاکٹر، "پاکستان میں سفر نامہ، ایک اجمالی مطالعہ"، (مضمون) مشمولہ: سہ ماہی الزبیر، (سفر نامہ نمبر) جلد نمبر ۳۶،۳۷، ش:۳، ۴، ۱۔(بہاولپور: اردو اکیڈمی، ۱۹۹۷۔ ۱۹۹۸ء)، ص: ۴۷

7۔ محمد تقی عثمانی، مفتی "جہان دیدہ" (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۱۰۰

8۔ محمد تقی عثمانی، مفتی، "دنیامرے آگے"، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۲۱۱

9۔ محمد تقی عثمانی، مفتی "جہان دیدہ" (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۴۶

10۔ محمد تقی عثمانی، مفتی "جہان دیدہ" (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۵۵۰۔۵۵۱

11۔ محمد تقی عثمانی، مفتی "جہان دیدہ" (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۶۰۹

12۔ ایضاً، ص ۳۰۵

13۔ ایضاً، ص ۱۰۱

14۔ محمد تقی عثمانی،، مفتی، "دنیامرے آگے"، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص،۳۴

15۔ ایضاً، ص ۴۷

16۔ محمد تقی عثمانی،، مفتی "جہان دیدہ" (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۲۰۱۵ء)، ص ۹۳